اسلامی بینکوں میں رائج مضاربت: اصول و تطبیق، دور حاضر کے تناظر میں

Muḍārabah in Islamic Banks: Principles and Compatibility: A Study in the Contemporary Perspective

ڈاکٹر حافظ راؤ فرحان علی*

ABSTRACT

Islām is said to be a complete code of conduct. It guides the humanity in every aspect of life. To earn the best living is the aim of every man, for which he earnestly spends his most precious time and energies. In the present era, the economic activities are in close correspondence with the banking system. But, it is a matter of fact that the conventional banking system was not founded on Islamic economic principles, nor does it follow them in the conduct of its affairs. The question arises, are Islām and its academic sources capable to guide us to substitute the conventional banking system. We find that Muḍārabah in an Islamic economic system is an instrument that emanates a number of substitutions to replace the conventional banking.

This article discusses Muḍārabah, only. Muḍārabah is a mode of Islamic financing in which one party provides capital and second one employs its expertise to do a business. In the classical Muḍārabah, there were only two parties. One of them is called Rabb al-Māl (Financer) and second Muḍārib (Worker). It was the simplest form of the classical Muḍārabah, but with the passage of time, Muḍārabah evolved into many forms. Now, it has become more complex. The Islamic banks employ Muḍārabah. They are using modern forms of Muḍārabah in their products. People have several misconceptions about Muḍārabah for lack of knowledge about it and its the procedures. This article is an effort to explain the legitimacy of Muḍārabah and its method according to al-Sharī'ah in the context of the modern Muḍārabah banking.

Keywords: *Islamic Economics, Rabb al-Māl, Muḍārib, Islamic Banking, Conventional Banking*

---

* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

مضاربت کی لغوی تعریف:

مضاربۃ لغۃ مفاعلۃ کے وزن پر ہے جس کے حروف اصلی "ضرب" (ض ر ب) ہیں جس کے معنی مارنے کے آتے ہیں۔[1] اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿والّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ. فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا﴾ [2]

ترجمہ: اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی رستہ تلاش نہ کرو۔

علاوہ ازیں "ضرب" بیان و تبیین، سفر، طلب رزق کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلَمْ تَرَکَیْفَ ضَرَبَ اللہُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً ﴾ [3]

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی۔

﴿ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحَ اَن تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃ ﴾ [4]

ترجمہ: اور جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

﴿ وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللہِ ﴾ [5]

ترجمہ: بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی روزی بھی تلاش کریں گے۔

درج بالا آیت میں "ضرب" کا مجازی معنی طلب رزق اور تجارت، مضاربت کے اصطلاحی معنوں کو بہت قریب کر دیتا ہے اس لئے کہ "ضرب" کے باب مفاعلہ میں جانے کی وجہ سے اس میں جانبین سے تعلق کی خاصیت پائی جاتی ہے اور وہ مضاربت میں اس طرح سے موجود ہے کہ اس میں ایک آدمی سرمایہ فراہم کرتا ہے تو دوسرا اپنی سعی سے اس سرمائے کو کام میں لا کر مزید روپیہ پیسہ کماتا ہے۔

مضاربت کے اصطلاحی معنی:

مضاربت کی تعریف مختلف فقہاء کے نزدیک مختلف ہے لیکن یہ اختلاف زیادہ تر لفظی ہے، معنوی نہیں۔ درج ذیل تعریفات ملاحظہ ہوں:

مشہور حنفی فقیہ علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"المضاربة عقد على الشركة بمال من أحدالجانبين و مراده في الشركة في الربح وهو يستحق بالمال من أحدالجانبين والعمل من الجانب الآخر ولا مضاربة بدونها"(٦)

ترجمہ: مضاربت ایسا عقد ہے جس میں فریقین میں ایک کی جانب سے مال کی بناء پر شراکت ہوتی ہے اور یہ شراکت نفع میں ہوتی ہے جس کا استحقاق ایک جانب سے مال جبکہ دوسری جانب سے محنت فراہم کرنے پر ہوتا ہے اور اس کے بغیر مضاربت صحیح نہیں۔

مالکی فقیہ علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"أن يعطي الرجل المال على أن يتَّجر به على جزء معلوم العامل من ربح المال، أي جزء كان مما يتفقان عليه ثلثا أو أربعاً أو نصفاً"(٧)

ترجمہ: ایک شخص دوسرے کو اس شرط پر مال دے کہ وہ اس سے تجارت کرے اور مال کے منافع میں سے ایک متعین حصہ خواہ وہ ثلث، ربع یا نصف ہو جس پر پہلے سے ان کا اتفاق ہو چکا ہو، دوسرے کو ادا کرے۔

شافعی اور حنبلی فقہاء کے نزدیک بھی مضاربت کی تعریف معنوی طور پر بلاکم و کاست یہی ہے جس کا ذکر ما قبل میں ہوا۔(٨)

فقہاء کی تعریفاتِ مضاربت سے درج ذیل امور اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ مضاربت ایسا عقد ہے جس میں فریقین کا پایا جانا ضروری ہے۔

۲۔ فریقین میں سے صرف ایک سرمایہ فراہم کرتا ہے جب کہ دوسرے کی محنت ہوتی ہے۔

۳۔ فریقین کے مابین نفع کی کوئی بھی شرح باہمی رضامندی سے طے ہو سکتی ہے۔

مضاربت کے معاملے میں مجلۃ الاحکام العدلیہ صاحبِ سرمایہ کو رب المال جبکہ عامل کو مضارب کے نام سے پکارتا ہے۔(٩) سرمایہ و محنت کا یہ اشتراک اہل عراق و مدینہ میں لفظاً مختلف ہے۔ جس چیز پر اہل عراق مضاربۃ کا اطلاق کرتے ہیں، اہل مدینہ میں وہ چیز مقارضہ سے مشہور ہے جو کہ قرض سے مشتق ہے جس کے معنی قطع کرنے کے آتے ہیں۔ مقارضہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ صاحبِ مال اپنے حصہ سے نفع قطع کر کے دوسرے فریق کو دیتا ہے جس نے سرمائے پر محنت کی ہوتی ہے۔(١٠)

مضاربت کا جواز

فقہاء کرام نے مضاربت کا جواز فرمان باری تعالیٰ: ﴿ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ﴾[11] سے ثابت کیا ہے کہ مضاربت "ضرب فی الارض "سے مشتق ہے۔ آیت مذکورہ سے اگرچہ مضاربت کی اصطلاحی تعریف تو اخذ نہیں کی جاسکتی جس میں مال، محنت اور سرمایہ کا تذکرہ ہو البتہ اس کی غرض و غایت ضرور ثابت ہو جاتی ہے اس لئے کہ مضاربت کا مقصد بھی رزقِ حلال کی طلب، کسبِ معاش اور تجارت ہے۔[12]

نبی اکرم ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اعتقادات، اخلاقیات، عبادات اور معاملات سمیت زندگی کے ہر شعبے میں صنفِ انسانی پر محنت فرمائی۔ معاملات کا قصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت کاروبار و تجارت کے جو طریقے رائج تھے، آپ ﷺ نے ان کی از سر نو، ترتیب نہ فرمائی بلکہ جہاں جہاں معاملات میں خرابی موجود تھی اس سے منع فرما دیا۔ یہ خرابی مبیع سے متعلق نامکمل معلومات، دھوکا دہی[13]، غلط بیانی، گاہک کو بہلا پھسلا کر سودے کی طرف مائل کرنا،[14] ناجائز ہتھکنڈوں سے اشیاء کی قیمت میں اضافہ کرنا[15] فریقین میں سے کسی ایک یا تیسرے فریق کو نقصان پہنچانا، ربا، قمار، غرر یعنی معاملے میں غیر یقینیت کی کیفیت کا شامل ہونا سمیت بہت سی اقسام پر مشتمل تھیں جن پر پابندی عائد کر دی گئی اس کے بدلے میں ان تمام معاملات کی اجازت دے دی گئی جن میں شریعت سے تصادم موجود نہ تھا، عقد مضاربت بھی انہی جائز معاملات میں سے ایک تھا۔ سرکار دوعالم ﷺ کی بعثت کے وقت، مضاربت ایک جانا پہچانا اور معروف طریقہ تجارت تھا جسے آپ ﷺ نے بعد از نبوت بھی برقرار رکھا اور کبھی منع نہیں فرمایا تو گویا "مضاربت" کا ثبوت تقریر رسول ﷺ سے حاصل ہوا۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ، الْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ، وَالْمُقَارَضَةُ، وَأَخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ، لِلْبَيْتِ لَا لِلْبَيْعِ))[16]

ترجمہ: تین چیزوں میں برکت ہے: ۱- متعین مدت پر خرید و فروخت ۲- مضاربت (پر کاروبار) ۳- گندم کو جو کے ساتھ ملانا بشرطیکہ یہ ملانا گھر کے استعمال کے لئے ہو نہ کہ خرید و فروخت کے لئے۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں:

((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ " كَانَ يَكُونُ عِنْدَهُ مَالُ الْيَتِيمِ فَيُزَكِّيهِ، وَيُعْطِيهِ مُضَارَبَةً، وَيَسْتَقْرِضُ فِيهِ))[۱۷]

ترجمہ: بے شک ابن عمر رضی اللہ عنہما یتیم کے مال سے زکوٰۃ ادا فرماتے اور اسے مضاربت پر دیتے اور نفع وصول کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد عباس بن عبد المطلب سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنا مال مضاربت پر دیتے تو شرط لگاتے کہ وہ (مضارب) اسے سمندر میں نہ لے کر جائے گا (یعنی سمندری سفر نہ کرے گا) وادی سے لے کر نہ گزرے گا اور اگر اس نے ایسا کیا (اور نقصان ہو گیا) تو وہ ضامن ہو گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ان شرائط کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جائز قرار دیا۔[۱۸]

حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی درج بالا شرائط اس لئے تھیں کہ ان کا مال کسی بھی خطرے سے محفوظ رہے۔ آپ کے اس اثر سے دو چیزیں معلوم ہوئیں اول تو یہ کہ مضاربت، نفسِ عقد بالکل جائز ہے دوم یہ کہ ایسی شرائط جن کا تعلق خطرات کے بندوبست سے ہو، مضاربت میں کسی خرابی کا سبب نہیں بنتیں۔ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ ہمارا سرمایہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع رہتا تھا جسے وہ مضاربت پر دیا کرتی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان کوششوں کی بدولت ہمارے اموال میں بڑی برکت دی۔[۱۹]

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مضاربت کا جواز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت، جس میں سیدنا عمر، عثمان، علی، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، عبید اللہ بن عمر، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں، سے منقول ہے اور کسی کا انکار بھی ثابت نہیں اور اسی کو اجماع کہا جاتا ہے۔[۲۰]

مصلحت انسانی اور مضاربت:

مضاربت کے جواز کی ایک اہم دلیل انسانی مصالح کا تحفظ ہے جس کا شریعت اسلامیہ نے خوب خیال رکھا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کے پاس کام کرنے کی بے پناہ صلاحیت موجود ہوتی ہے مگر سرمایہ نہیں ہوتا اور چھوٹے سے لے کر بڑے تک تمام کام سرمائے کے محتاج ہیں۔ لہٰذا اس شخص کی تمام صلاحتیں زنگ آلود ہو جاتی ہیں اسی طرح اس کے بالمقابل ایسا شخص ہوتا ہے جس کے پاس سرمایہ تو ہوتا ہے مگر کام کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس شخص کا سرمایہ تجوری میں اس زرخیز زمین کی طرح پڑا رہتا ہے

جسے کسان نے عرصہ دراز سے کاشت نہ کیا ہو۔ ایسے میں زمین کی زرخیزی بھی بنجرپن کا شکار ہوتی ہے تو سرمایہ بھی گراوٹ سے نہیں بچتا۔ لہٰذا مضاربت ایسا طریقہ تجارت ہے جو دونوں کے مابین تعاون کو ممکن بناتا ہے ۔کام کرنے والا شخص اپنی محنت اور سرمائے والا اپنا روپیہ پیسہ فراہم کرتا ہے تو دونوں کے ہاں خوشحالی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

مضاربت کی اقسام:

تصرف کے لحاظ سے مضاربت کی دو اقسام ہیں: ا۔ مضاربت مطلقہ ۲۔ مضاربت مقیدہ

مضاربت مطلقہ:

مضاربت مطلقہ سے مراد وہ طریقہ مضاربت ہے جس میں مضارب کو کھلی آزادی ہوتی ہے کہ وہ جہاں چاہے، جو چاہے اور جب تک چاہے کاروبار کرے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شریعت کے احکامات اور عرف کا بھی خیال رکھے۔ علامہ کاسانی ؒ فرماتے ہیں۔

"أن المضاربة نوعان، مطلقه ومقيده، فالمطلقة أن يدفع المال مضاربة من غير تعيين العمل والمكان والزمان وصفة العمل ومن يعامله "[۲۱]

ترجمہ: پس مضاربت مطلقہ یہ ہے کہ مالِ مضاربت مطلقاً مضارب کو دے دیا جائے اور کام کی نوعیت، جگہ، وقت اور کون کام کرے گا؟ اس جیسی شروط عائد نہ کی جائیں۔

عمومی تصرف اور اختیارات کو مد نظر رکھتے ہوئے مضاربت مطلقہ کی مزید تقسیم درج ذیل طریقے سے ممکن ہے۔

ا۔ مروجہ مضاربت مطلقہ

۲۔ تفویض عام پر مبنی مضاربت مطلقہ

۳۔ اذن صریح پر مبنی مضاربت مطلقہ

مروجہ مضاربت مطلقہ:

مروجہ مضاربت مطلقہ میں رب المال، مضارب کو مال دے دیتا ہے اور تصرفات میں اسے آزادی ہوتی ہے کہ مضاربت کی ضروریات اور تجار کے عرف کو مد نظر رکھتے ہوئے کاروبار کرے اور

نفع کمائے مثلاً رب المال کہے "خذ هذ المال واعمل به"[۲۲] کہ یہ مال لے لو اور کام کرو۔ درج بالا بیان سے مضارب کو عرف عام کے مطابق کاروبار کی اجازت ہو گی۔

تفویض عام پر مبنی مضاربت مطلقہ:

مضاربت کی اس قسم میں مضارب کو عرف کے مطابق عمومی اختیارات تو حاصل ہوں گے ہی لیکن کچھ مزید اختیارات بھی حاصل ہو جائیں گے جو عمومی حالت میں مضارب کے پاس نہیں ہوا کرتے مثلاً کسی غیر کو کاروبار میں شریک کرنا، مال مضاربت کے ساتھ اپنا مال ملانا، مضاربِ اول کا مالِ مضاربت، مضاربِ ثانی کو دینا وغیرہ وغیرہ۔ احناف کے نزدیک یہ اختیارات اس وقت حاصل ہو جاتے ہیں جب رب المال مضارب کو یہ کہہ دے کہ تم اپنی سمجھ کے مطابق کرو۔[۲۳]

اذن صریح پر مبنی مضاربت مطلقہ:

مضاربت کی اس قسم میں مالک کی صراحۃ اجازت سے مضارب کو وہ اختیارات بھی مل جاتے ہیں جو عموماً از خود حتیٰ کہ تفویض عام میں بھی حاصل نہیں ہوتے۔ مثلاً رب المال اگر مضارب کو صدقہ کرنے، تحفہ تحائف دینے کی اجازت دے دے تو اب مضارب صدقات بھی دے سکتا ہے اور تحائف بھی حالانکہ مال مضاربت سے ایسا خرچ بالکل ممنوع ہے کیونکہ ایسا کرنے سے مالک کا نقصان ہے مگر مالک جب خود رضامند ہے تو اب اس کی اجازت ہے۔[۲۴]

مضاربت مقیدہ:

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مضاربت کی وہ قسم جس میں درج ذیل پابندیاں عائد کر دی جائیں مضاربت مقیدہ کہلاتی ہے۔[۲۵]

۱۔ کام متعین کر دینا مثلاً رب المال کہتا ہے کہ مال مضاربت سے کپاس خرید کر فروخت کرنی ہے اور کوئی کاروبار نہیں کرنا۔

۲۔ جگہ متعین کر دینا صاحب ہدایہ نے اس کی مثال یوں دی ہے کہ رب المال نے اگر شرط عائد کر دی کہ مضارب مخصوص شہر میں کاروبار کرے گا تو اب اس کے لئے جائز نہیں کہ

وہ اس کے علاوہ کہیں اور کاروبار کرے۔ یہ شرط ایسی ہے جو ممکن العمل ہے اور رب المال کا اس میں فائدہ بھی ہے اس لئے کہ وہ اپنے مال کی زیادہ سے زیادہ حفاظت چاہتا ہے۔

۳۔ کاروبارِ مضاربت کو موقت کرنا مثلاً رب المال یہ کہہ دے کہ یہ معاہدہ صرف دس سال کے لئے ہے۔

۴۔ عامل کی تخصیص مثلاً رب المال یہ شرط عائد کر دے کہ مضارب کسی اور سے مضاربت کا کام نہیں کروائے گا بلکہ خود کرے گا وغیرہ وغیرہ۔

مضاربت کی شرائط اور احکام:

مضاربت اسلامی طریق ہائے تمویل میں سے ایک اہم طریقہ ہے جس کا ثبوت قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس میں موجود ہے۔ اس اہم طریقہ کی بہت سی شرائط اور احکامات ہیں جن کی رعایت رکھنا ضروری ہے وگرنہ مضاربت درست نہیں۔ انہی اہم شرائط کا تذکرہ ذیل میں مختصراً کیا جارہا ہے۔

کاروبار کے لئے درکار سرمایہ اور اس کی نوعیت:

مضاربت میں سرمائے سے متعلق احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر مال مضاربت کرنسی کی شکل میں ہو خواہ وہ کرنسی دراہم اور دنانیر کی شکل میں یا کسی بھی دھات کی صورت میں، دونوں سے مضاربت جائز ہو گی اور اگر مال مضاربت کرنسی کی شکل میں نہ ہو، بے شک وہ سونا چاندی ہی کیوں نہ ہو، مضاربت جائز نہیں، مگر ایک صورت ہے وہ یہ کہ کاروباری حلقوں میں اس کا لین دین عام ہو۔ (۲۶)

اگر مال مضاربت اجناس یا عروض کی شکل میں ہو تو احناف کے نزدیک یہ مضاربت کا سرمایہ بننے کا اہل نہیں ہے البتہ اسے فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم سے مضاربت کی جاسکتی ہے۔ ہدایۃ کی عبارت کے مطابق اگر رب المال (Financier) نے مضارب کو کچھ سامان دیا اور کہا کہ اسے فروخت کرو اور جو رقم حاصل ہو اس سے بطور مضاربت کاروبار کرو تو یہ جائز ہے۔ (۲۷) مالکیہ کے ہاں مضاربت کے لئے سرمایہ نقدی یا کرنسی کی شکل میں ہونا ضروری نہیں بلکہ مال مضاربت اگر اجناس یا عروض کی شکل میں بھی ہو تو جائز ہے۔ (۲۸)

مضاربت کے سرمائے کو صرف مروجہ کرنسی تک محدود رکھنے میں مسائل پیش آسکتے ہیں اس لئے کہ سرمایہ اجناس یا سامان تجارت کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے اور دیہاتی زندگی میں تو اس کا

مشاہدہ عام کیا جاسکتا ہے کہ وہاں روپے پیسے کی بجائے اجناس کی فراوانی ہوتی ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ مضاربت کا سرمایہ ترجیحی طور پر مروجہ کرنسی میں ہونا چاہیے تاکہ بعد میں کسی قسم کا نزاع پیدا نہ ہو۔ اگر مضاربت کا سرمایہ اجناس وغیرہ میں ہو تو اس کی بازاری قیمت(Market Value) معلوم کر کے ہر فریق کے سرمائے کا تعین کر دیا جائے[۲۹] مؤخر الذکر صورت میں بہت ہی بہتر ہو گا کہ گواہان کی موجودگی میں اس سارے معاملے کو لکھ لیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے سند ہو۔ دور حاضر میں اسلامی بینک صرف مروجہ کرنسی یا زر اعتباری میں ہی کاروبار کرتے ہیں۔ یہ روپیہ پیسہ، ڈالر، یورو میں ہی اکاؤنٹ کھولتے ہیں اور مضاربت کی بنیاد پر رقوم وصول کرتے ہیں۔ اجناس یا سامان تجارت وغیرہ ان کے ہاں قبول نہیں کیا جاتا۔

سرمایہ مضارب پر قرض نہ ہو:

مضارب پر اگر صاحبِ مال کا کچھ قرض ہے تو یہ قرض مالِ مضاربت نہیں بن سکتا۔ صاحب ہدایۃ فرماتے ہیں

"اذا قال إعمل بالدين الذي في ذمتك بحيث لايصح المضاربة" [۳۰]

ترجمہ: اگر صاحبِ مال مضارب سے یہ کہے کہ وہ دین جو تیرے ذمے میں ہے اس سے مضاربت کا کاروبار کرو تو مضاربت صحیح نہ ہو گی۔

کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھی جانے والی رقوم کے بارے میں اہل علم کا یہ موقف ہے کہ ان کی حیثیت قرض کی ہے اس لئے کہ بینک کے جل جانے یا زلزلے سے تباہ ہو جانے کی صورت میں بھی یہ رقوم بینک کے ذمے لازم ہوں گی[۳۱] لہٰذا یہ رقوم مضاربت کا سرمایہ بننے کی اہل نہیں مگر جب اکاؤنٹ ہولڈر انہیں کرنٹ اکاؤنٹ سے سیونگ اکاؤنٹ میں منتقل کرنے کا کہہ دے تو اب ان کی حیثیت قرض کی نہیں رہتی بلکہ سرمایہ مضاربت کی ہو جاتی ہے جس سے مضاربت کا کاروبار صحیح ہے اور یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بینک کے وہ گاہک جو اپنی رقوم کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھواتے ہیں، کچھ عرصے کے بعد انہیں سیونگ اکاؤنٹس میں منتقل کر دیتے ہیں۔

امانت اور مالِ تجارت پر دیئے گئے مال سے مضاربت:

اگر کسی شخص نے کسی کے پاس بطور امانت مال رکھوایا اور پھر اس سے کہا کہ جو مال میں نے تیرے پاس رکھوایا ہے اس سے مضاربت کر و تو یہ جائز ہے اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ اگر کسی شخص کو مالِ تجارت خریدنے کے لئے رقم دی تھی پھر اسی کو یہ کہہ دیا کہ جو رقم تمہارے پاس ہے اس سے مضاربت کرو[۳۲] اسلامی بینک مرابحہ و مساومہ کی بنیاد پر تجار کے لئے مشینری اور دیگر سامانِ ضرورت خریدتے ہیں جس میں گاہک مکمل یا کل رقم کا ایک تناسب بینک کے پاس جمع کرواتے ہیں۔ مشینری کی خریداری سے قبل گاہک اگر اس سرمائے کو سیونگ اکاؤنٹ میں ایک مدت کے لئے جمع کرواتا ہے تو یہی سرمایہ، سرمایہ مضاربت بن سکتا ہے۔ فقہ اسلامی کے حوالے سے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اسی طرح بینک اپنے لاکرز میں فیس کے عوض گاہکوں کی قیمتی اشیاء مثلاً سونا، چاندی، جواہرات وغیرہ بھی محفوظ رکھتے ہیں[۳۳] اور ان کی فقہی حیثیت امانت کی ہے۔ گاہک اگر انہی اشیاء کو مضاربت کا سرمایہ بنانا چاہے تو فقہی حوالے سے اس پر کوئی بھی اعترض نہیں بشرطیکہ بینک اور گاہک کے مابین ان قیمتی اشیاء کی ایک مالیت متعین ہو جائے۔ یہ تجویز قابل عمل بھی ہے اور تصور میں کسی حد تک نافذ العمل بھی۔ وہ اس طرح کہ ملائیشیا کا سلام بینک اپنے گاہکوں کو قرض حسن دیتا ہے۔ ضمانت کے طور پر وہ گاہک سے سونے یا چاندی کے زیورات گروی رکھتا ہے پھر ان کی مالیت مقرر کر کے کل مالیت کے ساٹھ فیصد ٪۶۰ تک قرض حسن فراہم کر دیتا ہے۔[۳۴] زیورات کی مالیت کا تعین، یہ پروسیجر مضاربہ کھاتوں کے اندر بھی اپنایا جا سکتا ہے۔

سرمایہ معلوم اور متعین ہو:

مضاربت کی شرائط میں سے ہے کہ سرمایہ معلوم ہو تاکہ فریقین کے مابین کوئی تنازعہ جنم نہ لے۔[۳۵] نزاع اس لئے پیدا ہو سکتا ہے کہ جب سرمایہ میں ہی جہالت ہو تو اس سے حاصل ہونے والے منافع میں بھی لامحالہ جہالت ہو گی جبکہ مضاربت میں نفع سے متعلق کسی بھی قسم کی جہالت عقد کو ہی فاسد کر دیتی ہے۔ اسلامی بینکوں میں جمع کرائی جانے والی رقوم کے بارے میں جہالت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ رقم کی مقدار ڈپازٹ سلپ پر ہندسوں اور حروف میں لکھ دی جاتی ہے۔ حروف میں لکھ دینے کے بعد ہندسوں میں تبدیلی کے امکان مسدود ہو جاتے ہیں اور دس ہزار کی چار صفروں کو پانچ بنا کر

ایک لاکھ نہیں کیا جا سکتا۔ جب یہ سلپ کیشئیر کو دی جاتی ہے تو وہ رقم کی گنتی کے بعد اس میں موجود نوٹوں کی مقداریں ان کی مختلف مالیت کے ساتھ اسی رسید پر لکھ دیتا ہے۔ جس سے یہ پتہ بھی رہتا ہے کہ میری رقم میں ہزار کے نوٹ کتنے تھے اور پانچ ہزار کے کتنے؟ اس کے بعد کیشئیر رسید پر مہر ثبت کرتا ہے اور ایک رسید خود رکھتا ہے جبکہ ایک گاہک کو دے دیتا ہے۔ رقم جمع ہوتے ہی موبائل پر رقم وصولی کا پیغام وصول ہوتا ہے۔ گاہک کی خواہش پر یہ سروس ہر بینکنگ ٹرانزکشن پر بھی مہیا کر دی جاتی ہے جس میں روزانہ کی بنیاد پر رقم کی وصولی و اخراج کی تفاصیل موبائل پر موصول ہوتی رہتی ہیں۔ بینکاری کا یہ نظام قابل تحسین ہے جس میں انسانیت کے لئے سہولیات ہیں۔ انہیں خواہ مخواہ مورد طعن بنانا قابل افسوس ہے اس لئے کہ اسلام کا یہ مزاج نہیں بلکہ وہ بری چیز کو برا اور اچھی چیز کو اچھا کہنے کا برملا درس دیتا ہے۔

سرمایہ کی سپردگی:

مضاربت کی شرائط میں سے ہے کہ رب المال سرمایہ مضارب کے سپرد کر دے۔ اگر وہ سرمایہ مضارب کے سپرد نہیں کرتا اور مضاربت کا معاملہ کرتا ہے تو یہ معاملہ فاسد ہے اس لئے مضاربت میں ایک جانب سے مال اور دوسری جانب سے عمل ہوتا ہے اور عمل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مال قبضے میں نہ آجائے۔

مال پر مکمل قبضے کی صورت یہ ہے کہ مال حقیقی طور پر مضارب کو دے دیا جائے لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ وہ مال، صاحبِ مال کے ہر طرح کے عمل دخل سے آزاد ہو مثال کے طور پر صاحبِ مال بوقتِ عقد یہ شرط عائد کرتا ہے کہ مضارب کے ساتھ وہ بھی عمل میں حصہ لے گا تو مضاربت فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ عمل میں حصہ لینے کی شرط گویا مال پر قبضے کے مترادف ہے کیونکہ اس صورت میں صاحب مال، سرمائے پر نظر رکھے گا اور مضارب کو آزادانہ کام کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ مذکورہ صورت میں یہ ضروری نہیں کہ صاحبِ مال عملی طور پر کاروبار میں حصہ لے تو مضاربت فاسد ہو گی بلکہ صرف شرط ہی معاملے کو فاسد کر دے گی۔[۳۶] اسلامی بینکوں میں اکاؤنٹ ہولڈرز جب ایک دفعہ بینک کے پاس اپنی رقوم جمع کروا دیتے ہیں تو اب انہیں بینک کے امور میں کسی قسم کی دخل

اندازی کی اجازت نہیں ہوتی۔ بینک کی انتظامیہ ہی تمام امور سرانجام دیتی ہے۔ لہذا سرمایہ صاحب مال کے تصرف سے ہر قسم کا آزاد ہوتا ہے۔

نفع کا تعین:

مضاربت میں فریقین کے نفع کا تعین شرط ہے اس لئے کہ یہ عقد ہی نفع کی خاطر کیا جاتا ہے اگر وہ مجہول ہے تو عقد ہی مجہول ہو گا۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ نفع کوئی لگی بندھی رقم نہ ہو مثلا ایک لاکھ پر پندرہ ہزار یا بیس ہزار۔ نفع سرمائے کے تناسب سے بایں طور طے بھی نہیں کیا جا سکتا کہ بالفرض صاحب سرمایہ کو اس کے ایک لاکھ کا بیس فیصد ملے گا بلکہ نفع کا مشاع ہونا ضروری ہے یعنی کل منافع میں کوئی ایک تناسب۔ (۳۷) جیسے چالیس فیصد، پچاس فیصد، ساٹھ فیصد وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ متعین کر دیا جائے کہ صاحبِ مال کا نفع کتنا ہو گا اور مضارب کا کتنا؟ لیکن مضاربت کا معاملہ اگر مطلقاً طے پاجاتا ہے اور نفع کا تعین نہیں ہوتا، مثلاً صاحبِ مال یہ کہتا ہے کہ نفع ہمارے درمیان مشترک ہو گا تو پھر فریقین کے مابین نفع کی تقسیم برابری کی بنیاد پر ہو گی اس لئے کہ شراکت مساوات کا تقاضا کرتی ہے۔ (۳۸) پاکستان کے اسلامی بینکوں میں گاہکوں کے ساتھ یہ وعدہ ہرگز نہیں کیا جاتا کہ انہیں ایک لاکھ پر سالانہ پندرہ ہزار ملیں گے بلکہ بینک اور گاہک کے مابین نفع و نقصان کی شرح سے مطلع کیا جاتا ہے تاہم یہ ضرور بتایا جاتا ہے کہ بینک کا پچھلا ریکارڈ یہ ہے کہ اسے ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی اور مختلف سالانہ دورانیوں میں اِس مقدار سے نفع ہوا اور گاہکوں کو ان کی رقم کے حساب سے مثلاً سات، آٹھ یا نو فیصد نفع ملتا رہا، لہذا توقع یہی ہے کہ آپ کو بھی یہی نفع ملے اور اس سے بڑھنے کے امکانات بھی ہیں۔ (۳۹)

تنضیض حکمی کی بنیاد پر منافع:

اسلامی بینکوں میں تنضیض حکمی کی بناء پر نفع کی تقسیم کی جاتی ہے (۴۰) کہ بینک چلتے کاروبار کو دیکھتا ہے آیا وہ نفع میں ہے یا خسارے میں؟ اگر بینک کو کسی بھی دورانیے میں نفع ہو، خواہ وہ ماہانہ ہو یا سہ ماہی، تو بینک اپنے گاہکوں میں نفع تقسیم کر دیتا ہے۔ اسلامی بینکوں میں گاہک اور بینک کے درمیان مضاربت کی شرح منافع مختلف ہوتی ہے۔ میزان اسلامی بینک اور گاہک کے درمیان نفع کا تناسب بالترتیب پنتالیس اور پچاس فیصد ہے۔ (۴۱)

مضاربت کے اخراجات:

مضارب چونکہ منافع میں برابر کا حصے دار ہوتا ہے لہٰذا خوراک، لباس، رہائش اور میڈیکل جیسے اخراجات مضاربت کے سرمائے سے وصول نہیں کئے جاسکتے۔ لیکن سفر و اسفار کے وہ اخراجات جو صرف مضاربت کے سلسلے میں پیش آئے اور ان کی بنا پر شہر سے باہر قیام بھی کرنا پڑا وہ مضاربت کے سرمائے سے وصول کئے جاسکتے ہیں۔ (۴۲) مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ کی رائے کے مطابق بینک کے براہ راست اخراجات مثلاً مال کی خریداری اور اس کی ترسیل سے متعلقہ اخراجات تو مالِ مضاربت سے پورے کئے جائیں گے لیکن بالواسطہ اخراجات مثلاً ملازمین کی تنخواہیں، عمارتوں کے کرائے، بجلی اور گیس کے بل وغیرہ یہ بینک خود برداشت کرے گا۔ (۴۳)

نقصان کا اصول:

مضاربت میں خسارہ ہمیشہ رب المال پر ہی آئے گا خواہ رب المال اور مضارب نے آپس میں یہ طے کر لیا ہو کہ خسارہ وہ دونوں مل کر برداشت کریں گے۔ علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کے بقول یہ شرط فاسد ہے اس لئے کہ یہ عقد کے مقتضیٰ کے خلاف ہے لیکن اس شرطِ فاسد سے عقد فاسد نہ ہوگا البتہ یہ شرط لغو چلی جائے گی۔ (۴۴)

اسلامی بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹس پر بھی وہی اصول لاگو ہوگا جس کا تذکرہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ واضح رہے کہ مضاربت کے اس نظام میں ارباب الاموال (سرمایہ فراہم کرنے والے) چونکہ گاہک ہوتے ہیں اس لئے نقصان بھی انہیں ہی برداشت کرنا پڑے گا لیکن اولیں صورت میں اسے نفع سے پورا کیا جائے گا اور اگر پھر بھی بچ رہے تو مضاربت کا اصل سرمایہ اس کی زد میں آئے گا اور اس سے نقصان کو پورا کیا جائے گا لیکن مضارب کی غفلت، لاپرواہی اور کوتاہی کی صورت میں معاملہ مختلف ہوگا۔ اس صورت میں نقصان کا ذمہ دار گاہک نہیں بلکہ مضارب یعنی بینک ہوگا۔ (۴۵)

وطن عزیز پاکستان میں اسلامی بینکاری کا موضوع تو دہائیوں سے قابل بحث اور نافذ العمل رہا بالخصوص صدر ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں معیشت کو اسلامائز کرنے کی کوششیں اس کا واضح ثبوت ہیں لیکن مکمل طور پر میزان بینک جیسے اولیں غیر سودی بینک ۲۰۰۱ء کے لگ بھگ وجود میں آئے اور تب سے

لے کر اب تک مرکزی بینک کے لائسنس یافتہ ان اداروں میں ایسا نقصان دیکھنے میں نہیں آیا کہ لوگوں کا اصل سرمایہ ہی لٹ گیا ہو۔ جس کی ایک بنیادی وجہ بینکوں میں وہ لائحہ عمل ہیں جو انہیں مالی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ ان میں ایک طریقہ مد محفوظ کی علیحدگی بھی ہے کہ آئندہ کے پیش نظر منافع جات میں سے کچھ نہ کچھ رقم علیحدہ کر لی جائے۔ ماہرین، بینک اور گاہک کی رضامندی سے اسے جائز بھی قرار دیتے ہیں [۴۶] مختلف اسلامی بینکوں کے ہاں یہ تصور آئی۔ آر۔ آر کے نام سے نافذ العمل بھی ہے۔ اس سے مراد "انویسٹمنٹ رسک ریزرو" ہے جس کی تشریح یوں کی گئی ہے:

> "بینک کے تحت وہ ریزرو جو ایسی رقوم پر مشتمل ہو جو بینک اکاؤنٹ ہولڈر کے مضاربہ پرافٹس سے وقتاً فوقتاً الگ کر لے۔ بشر طیکہ بینک کے فتویٰ اور شریعہ سپروائزری بورڈ نے اس کی منظوری دی ہو لیکن صرف ایسے پرافٹ ڈسٹری بیوشن پیریڈز سے جن میں غیر معمولی پرافٹ حاصل (Realize) ہو تاکہ انویسٹمنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے مستقبل کے نقصانات کی تلافی کی جا سکے یا مستقبل کے شرح منافع میں اضافہ کیا جا سکے"۔ [۴۷]

مضاربت کی رقم سے کاروبار کا طریقہ:

اسلامی بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹس میں آنے والی رقوم کثیر التعداد گاہکوں کی ہوتی ہیں جو سرمایہ کاری کی غرض سے بینکوں کے پاس جمع کروادی جاتی ہیں۔ ان رقوم سے مضاربہ پول تشکیل پاتا ہے جس میں نہ صرف گاہکوں کا بلکہ شیئر ہولڈرز کی صورت میں بینک کا پیسہ بھی لگا ہوتا ہے۔ [۴۸] بینک مضارب ہونے کے ناطے اس مجموعی رقم سے کاروبار کرتا ہے۔ وہ کبھی اجارہ اور شراکت متناقصہ کی بنیاد پر گاڑی، گھر یا مکان خرید کر کرائے پر دیتا ہے تو کبھی مرابحہ، مساومہ، سلم اور استصناع وغیرہ کے ذریعے اشیاء منافع پر فروخت کرتا ہے۔ شراکت کی بنیاد پر کاروبار میں براہ راست حصہ دار بنتا ہے اور کبھی انفرادی طور پر مالی دستاویزات میں سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایجنسی خدمات میں وہ لوگوں کی رقوم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے، قیمتی اشیاء کے لئے لاکرز مہیا کرنے، یوٹیلیٹی بلز کی وصولی، کمپنیوں کا منافع، تعلیمی اور کاروباری اداروں کے مالی حسابات کے بندوبست جیسی مدات میں بھی معاوضے کی بنیاد

پر روپیہ پیسہ کماتا ہے۔ بینک کو ان تمام جگہوں پر سرمایہ کاری سے جو منافع حاصل ہوتا ہے وہ ڈیپازیٹرز اور شیئر ہولڈرز میں تقسیم ہوتا ہے لیکن ایک بات واضح رہے کہ بینک جو بھی کاروبار کرتا ہے، قوانین کی رو سے اس میں شریعت سے عدم مطابقت جائز نہیں۔ بینک کا میمورنڈم اف ایسوسی ایشن اور اسلامی بینکاری کا لائسنس جو کہ پاکستان کے مرکزی بینک (State Bank of Pakistan) کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے، بینک کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ شریعت کی بالادستی میں اپنا تمام کاروبار کرے۔[۴۹] اگر بینک اس میں کوتاہی کا شکار ہوتا ہے تو اسلامی بینک ناجائز طریقے سے آنے والی آمدن کا مجاز نہیں ہوتا بلکہ اس کو صدقہ کر دیا جاتا ہے۔ پاکستان کے اسلامی بینک اپنے اس طریقہ کار پر کس حد تک کاربند رہے، ذیل میں ایک نظر ملاحظہ ہو:

میزان بینک کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۲ کے مطابق درج ذیل رقم صدقہ کی گئی اس لیے کہ شرعی لحاظ سے بینک اسے اپنی آمدن بنانے کا مجاز نہ تھا۔[۵۰] رقم کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

2012: Rupees, 000

نمبر شمار	رقم کی تفصیل	رقم
1۔	گاہکوں سے جرمانہ کے طور پر لی جانے والی رقم	32,230
۲۔	حصص پر منافع کی تطہیر	2,203
۳۔	شریعہ سے متصادم آمدن	47,192
۴۔	چیریٹی سیونگ اکاؤنٹ پر منافع	10,79
۵۔	کل رقم	82,704

دبئی اسلامی بینک کی صدقہ کی گئی رقم:

اسی طرح دبئی اسلامی بینک نے درج ذیل رقم صدقہ کی اس لئے کہ بینک کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ نے اسے ممنوع قرار دیا تھا۔ رقم کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔[۵۱]

2012-2011: Rupees, 000

نمبر شمار	اداروں کے نام	سال 2011	سال 2012
ا۔	شوکت خانم ہسپتال	2000	3500
۲۔	انڈس ہاسپٹل	2500	3500

۳۔	سندھ انسٹیوٹ آف یورالوجی	2500	2500
۴۔	چھیپا ویلفیئر ایسوسی ایشن	500	500
۵۔	لیٹن رحمت اللہ بینوولنٹ ٹرسٹ	2000	3000
۶۔	الشفاء ٹرسٹ	500	
۷۔	گھرکی ٹیچنگ ہسپتال		1500
۸۔	چلڈرن کینسر ہسپتال		1000
۹۔	فلڈ ریلیف	2000	
۱۰۔	ڈیف اینڈ ڈمب ویلفیئر سوسائٹی		500
۱۱۔	محمد قیصر		30
۱۲۔	کوہی گوٹھ ہاسپیٹل		900
۱۳۔	پاکستان کڈنی انسٹیوٹ (شفاء فاونڈیشن)		1500
۱۴۔	کل رقم	12000	18,430

اسلامی بینک شرعی معاملات میں شریعہ ایڈوائزر سے رہنمائی لیتا ہے جو کہ شریعہ بورڈ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ شریعہ ایڈوائزر روزانہ کی بنیاد پر تمام امور کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اسلامی بینک کسی بھی پراڈکٹ کو لانچ کرنے سے پہلے، شریعہ بورڈ یا شریعہ ایڈوائزر سے اس کی منظوری لیتا ہے۔ پراڈکٹ کو لانچ کرنے کے بعد بھی شریعہ ایڈوائزر اس کی جانچ پڑتال کرتا رہتا ہے کہ آیا یہ عقد شریعت کے مطابق انجام پارہا ہے یا نہیں؟[۵۲]

ماہانہ اوسط بیلنس کی بنیاد پر نفع کی تقسیم:

اسلامی بینک چونکہ ہر ماہ حساب کتاب کر کے اپنے گاہکوں کو نفع ادا کرتے ہیں تو اب مسئلہ یہ پیش آتا ہے کہ تمام رقم جمع کنندگان کے سرمائے کے مطابق نفع ونقصان کا سرمایہ داروں کے سرمائے اور ان پر نفع کا تعین کس طرح کیا جائے؟ ایک شخص جو مہینہ بھر اپنے اکاؤنٹ میں رقوم جمع کرواتا اور پھر نکلواتا بھی رہا اس کی کس رقم کو اصل سرمایہ گردانا جائے؟ تاکہ نفع کی تقسیم میں زیادہ سے زیادہ شفافیت پیدا کی

جاسکے۔ اس مقصد کی خاطر اسلامی بینکوں میں نفع کی تقسیم ماہانہ اوسط بیلنس(Monthly Aerage Balance) کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ یہ طریقہ کار کیا ہے؟اس کی وضاحت کے لئے ایک مثال ملاحظہ ہو۔

فرض کریں محمد خالد اپنے سیونگ اکاؤنٹ میں مہینہ بھر رقم جمع کرواتا اور نکلواتا رہا۔ مہینے کے اختتام پر محمد خالد کے اکاؤنٹ نے ہر دن کے اختتام پر جمع شدہ اور نکلوائی جانے والی رقم کی تفصیل کچھ یوں فراہم کی کہ یکم جنوری سے ۱۵ جنوری تک محمد خالد کا سرمایہ اس کے اکاؤنٹ میں پندرہ ہزار رہا جب کہ ۱۶ جنوری سے لے کر ۲۳ جنوری تک (آٹھ دنوں میں) یہ کم ہو کر تین ہزار رہ گیا اور ۲۴ جنوری سے ۳۱ (آٹھ دنوں تک) یہ دو لاکھ رہا اب محمد خالد کو تین طرح سے نفع دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ محمد خالد کی رقم پندرہ ہزار (15000) کو اصل سرمایہ تصور کر کے اس پر نفع دیا جائے تو یہ درست نہیں اس لئے کہ یہ رقم پورے مہینے نہیں صرف پندرہ دن بینک کے پاس رہی لہٰذا اس پر پورے ماہ کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے؟

۲۔ محمد خالد کی زیادہ سے زیادہ رقم دو لاکھ (۲۰۰،۰۰۰) کو اصل سرمایہ تصور کیا جائے لیکن یہ خلاف حقیقت ہے کہ اس لئے کہ محمد خالد نے صرف آٹھ دن بینک میں دو لاکھ رکھے نہ کہ پورا مہینہ۔ نیز یہ کہ اس میں دوسرے ڈیپازیٹرز کے ساتھ بھی زیادتی ہے اس لئے کہ جب محمد خالد کی آٹھ دن کی رقم کو مہینہ کے زمرے میں رکھ کر نفع دیا جائے گا تو محمد خالد کا نفع زیادہ جبکہ دوسرے ڈیپازیٹرز کا نفع کم ہو جائے گا۔

۳۔ محمد خالد کی کم سے کم رقم تین ہزار (۳۰۰۰) تھی اگر اس رقم کو بنیاد بنا کر نفع دیا جائے تو اس میں محمد خالد سے زیادتی ہے اس لئے کہ خالد نے صرف آٹھ دن اپنے اکاؤنٹ میں تین ہزار رکھے جبکہ بقیہ ایام میں رقم زیادہ تھی۔

۴۔ چوتھا طریقہ کار یہ ہے کہ محمد خالد کے تمام سرمایہ کو مہینے کے تمام دنوں سے تقسیم کر دیا جائے گزشتہ مثال میں محمد خالد کی اکتیس دنوں میں کل جمع شدہ رقم اٹھارہ لاکھ چار ہزار رہی (۱۸۰۴،۰۰۰) لہٰذا ماہانہ اوسط بیلنس کا طریقہ کار یہ ہو گا کہ اسے مہینے کے اکتیس دنوں سے تقسیم کر دیا جائے۔ جو، جواب آئے وہ ماہانہ اوسط بیلنس کی بنیاد پر اصل سرمایہ ٹھہرے مثلاً (۵۸،۱۹۴=۳۱/۱۸۰۴۰۰۰) اٹھاون ہزار ایک سو چورانوے یہ وہ رقم ہے جو اوسطاً کھاتہ دار کے اکاؤنٹ میں رہی۔ اسلامی بینکوں میں اس طریقِ کار کے مطابق اصل سرمائے کی تعین کی جاتی ہے۔[۵۳] اس کے بعد یہ دیکھا جاتا ہے کہ سیونگ اکاؤنٹ میں گاہک

کی کتنی رقم کتنے عرصے سرمایہ کاری میں رہی۔ پھر نفع کی تقسیم بھی اسی حساب سے کی جاتی ہے۔ مضاربت میں مختلف اصحابِ سرمایہ کے لئے مختلف حالتوں میں نفع کی مختلف شرحیں طے کی جا سکتی ہیں۔ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ ابن سماعۃ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص مضارب کو یہ کہے کہ اگر تم اس رقم سے گندم خرید کر کاروبار کروگے تو میرے اور تمہارے مابین نفع نصف نصف ہوگا اور اگر آٹا خرید کر فروخت کروگے تو میرا نفع دو تہائی اور تمہارا ایک تہائی ہوگا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس معاملے کو جائز قرار دیا۔ اسی طرح کہ اگر صاحب مال مضارب کو یہ کہے کہ اگر تم شہر میں کاروبار کرو گے تو تمہارے لئے ایک ثلث ہوگا اور اگر تمہیں اس کی خاطر شہر سے باہر جاکر کاروبار کرنا پڑے تو تمہارے لئے نفع کا نصف ہے تو یہ معاملہ بھی جائز ہے۔[(۵۴)] لیکن اس عبارت سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مذکورہ معاملے میں صاحب مال بھی ایک تھا اور مضارب بھی ایک، تو یہ معاملہ صرف دو افراد کے مابین تھا جبکہ مروجہ صورت میں تو صاحب مال ایک نہیں بلکہ زیادہ افراد ہوتے ہیں اور ان کے اموال، روپیہ پیسہ بھی خلط ملط ہوتا ہے۔ سارے سرمائے کو اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر اس سے سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ کیا یہ صورت جائز ہے؟ مشہور مالکی فقیہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے رقمطراز ہیں۔

"سئل مالك: عن رجل أخذ من رجلين مالا قراضا فأراد أن يخلطه بغير إذنهما، فقال: يستأذنهما أحسن وأحب إلي"[(۵۵)]

ترجمہ: کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص جو کہ مضارب ہے، اس نے دو افراد سے مضاربت کا سرمایہ لے رکھا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ دونوں کا پیسہ اکٹھا کرکے اس سے کاروبار کیا جائے تو کیا یہ درست ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں اسے اجازت دے دی جائے میرے نزدیک یہ مستحسن ہے۔

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس سلسلے کی مزید وضاحت کرتا ہے وہ فرماتے ہیں۔

" وَإِنْ قَارِضِ اثْنَانِ وَاحِدًا بِأَلْفٍ لَهُمَا، جَازَ. وَإِذَا شَرَطَا لَهُ رِبْحًا مُتَسَاوِيًا مِنْهُمَا، جَازَ. وَإِنْ شَرَطَ أَحَدُهُمَا لَهُ النِّصْفَ، وَالْآخَرُ الثُّلُثَ، جَازَ، وَيَكُونُ بَاقِي رِبْحِ مَالِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ. وَهَذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَكَلَامُ الْقَاضِي يَقْتَضِي جَوَازَهُ. وَحُكِيَ ذَلِكَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي ثَوْرٍ"
[(۵۶)]

ترجمہ: اگر دو آدمیوں نے (انفرادی طور پر) ایک شخص کو ایک ہزار روپے مضاربت کے لئے دئے تو یہ جائز ہے۔ اگر انہوں نے اس میں شرط یہ رکھی کہ نفع ان کے اور مضارب کے مابین نصف نصف ہو گا تو یہ جائز ہے۔ اگر ان میں سے ایک نے مضارب کے لئے نصف اور دوسرے نے ثلث کی شرط رکھی تو یہ بھی جائز ہے۔ اس صورت میں مضارب کا نفع الگ کر دینے کے بعد ارباب الاموال میں نفع کی تقسیم ان کی شرائط کے مطابق ہو گی۔ ایک کو نصف جبکہ دوسرے کو ثلث ہی ملے گا نہ کہ یہ بات کہ ان کے مابین نفع برابری کی بنیاد پر تقسیم ہو گا (اس لئے کہ اس صورت میں تو جس شخص کے نفع میں دو ثلث ہیں وہ کم ہو جائیں گے) لیکن قاضی عیاضؒ اس کے جواز کے قائل ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابی ثور رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی اس کا جواز منقول ہے۔

اوزان دینے کا مرحلہ:

سرمائے کے تعین کے بعد ویٹیج "اوزان" دینے کا مرحلہ آتا ہے۔ ویٹیج "اوزان" سرمائے کو اس کی مقدار اور مدت کے مطابق نفع دینے کا شفاف طریقہ ہے جس میں حتی الوسع یہ کوشش کی جاتی ہے کہ ہر صاحبِ سرمایہ کو اس کا مطلوبہ نفع ٹھیک ٹھیک طریقہ سے ملے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سرمایہ کی مختلف مقداروں کو مختلف اوزان دیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر جو رقم سال بھر کے لئے بینک کو دی گئی اُسے ایک کا ویٹیج "اوزان" دیا جاتا ہے جب کہ چھ ماہ کے لئے دی گئی رقم کو اعشاریہ پچاس اور تین ماہ والوں کے لئے الگ ویٹیج "اوزان" مقرر کیا جاتا ہے اور پھر انہی اوزان کو مد نظر رکھتے ہوئے اوسط شرح منافع نکالی جاتی ہے۔ جس کے حساب سے رقم جمع کنند گان (Depositers) کی رقوم پر منافع دیا جاتا ہے۔ ویٹیج "اوزان" کے اس طریق کار میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ ڈیپازیٹرز نے سرمایہ کی مختلف مقدار جو مختلف اوقات کے لئے بینک کے پاس رکھوائی ہے۔ شرحِ منافع میں بھی اُس کا لحاظ رکھا جائے ایسا نہ ہو کہ دس لاکھ روپے مضاربت کے پول میں جمع کروانے والے کو جو نفع ملتا ہے، ایک لاکھ روپے جمع کروانے والے کو بھی وہی ملے بلکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اول کو زیادہ جبکہ دوم کو کم ملنا چاہئے اسی طرح وہ شخص جس نے سال بھر کے لئے بینک کے پاس رقم رکھوائی، بہ نسبت اس شخص کے جس نے تین ماہ کے لئے بینک کو پیسے دیے، زیادہ منافع کا حق دار ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ مختلف رقوم کو یہ ویٹیج یوں ہی اندھا دھند نہیں دے دیا جاتا بلکہ اس کے پیچھے پورا حسابی طریق کار ہوتا ہے جس کی بنیاد پر یہ ویٹیج دیا جاتا ہے۔ (۵۷)

مہینے کی ابتداء میں رقوم کی مقدار اور دورانیے کے حساب سے وئیج کا تعین کر دیا جاتا ہے۔ مثلا نومبر 2015 کے آغاز میں میزان بچت اکاؤنٹ کے ویٹیجز ایک ہزار سے لے کر 49.999 ہزار تک 0.62، پچاس ہزار سے لیکر دو لاکھ تک 0.72، دو لاکھ سے لیکر چار لاکھ تک 0.78 تک رہے۔(۵۸)

شرح منافع سے رقم کی وصولی تک

درج بالا بحث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مضاربہ اکاؤنٹس میں سرمایہ کا تعین کس طرح ہوتا ہے اور پھر اس سے شرح منافع کیسے نکالی جاتی ہے لیکن یہ بات واضح رہے کہ جو شرح منافع "وئیج" کے طریقے سے سامنے آتی ہے وہ جوں کی توں نہیں دے دی جاتی بلکہ اس کو پورے سال پر تقسیم کر کے پھر مہینے کے دنوں سے ضرب دی جاتی ہے۔ حاصل ضرب سے دس فیصد ٹیکس کی مد میں کٹوتی کے بعد جو رقم بچتی ہے وہ گاہک کا خالص منافع ہوتا ہے اس مقصد کے لئے خاص فارمولا استعمال کیا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔(۵۹)

مضاربت کی رقم، ضرب: شرح منافع، تقسیم: سال کے ایام، ضرب: مہینے کے دن۔ حاصل شدہ رقم: منفی دس فیصد ٹیکس۔ خالص رقم

مثال کے طور پر اگر جنوری میں دس لاکھ کی رقم پر شرح منافع پانچ اعشاریہ بیس فیصد ہے تو اس کا حسابی طریق کار یہ ہو گا۔

1,000,000 x5.20% **تقسیم** 365x31=4416.26-441.62=3974.64

میزان بینک کے مضاربہ کھاتے

دور حاضر میں اسلامی بینک ماہانہ، سہ ماہی، شش ماہی اور سالانہ بنیادوں پر نفع تقسیم کر رہے ہیں۔ رقم کی مدت جتنی طویل ہوتی ہے اس پر نفع کی مقدار اتنی ہی بڑھ جاتی ہے۔ رقموں کی طویل و قصیر مدت اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد (تنخواہ دار و کاروباری) کے لئے اسلامی بینکوں نے مختلف کھاتے متعارف کروائے ہیں۔ چلت کھاتوں(Current Accounts) میں تو رکھی گئی رقوم قابل واپسی قرض ہے۔ لہٰذا اس پر منافع بھی نہیں دیا جاتا البتہ بچت اور متعین کھاتوں (Saving and Fixed Accounts) کی حیثیت سرمایہ کاری کھاتوں کی ہے۔ ایسے تمام کھاتوں کی بنیاد مضاربت پر ہے۔ مزید براں کچھ اسلامی بینک سرمایہ کاری کی اسناد(Investment Cirtificate) بھی فراہم کر رہے ہیں ان کی بنیاد بھی مضاربت پر ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے تمام اسلامی بینکوں کی بجائے ذیل

میں صرف میزان بینک کے چند ایک سیونگ اکاؤنٹس کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔ تفصیلات کے لئے میزان، دبئی، البرکہ، الخیبر، البرج اور بینک اسلامی کی ویب سائٹس ملاحظہ فرمائیں:

میزان بچت اکاؤنٹ:

یہ اکاؤنٹ ملازم پیشہ اور کاروباری طبقے کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ کم سے کم بیلنس کی مقدار پچاس ہزار جبکہ بلند شرح منافع کے لئے زیادہ سے زیادہ مقدار پچیس ملین یعنی دو کروڑ پچاس لاکھ ہے۔ منافع ماہانہ بنیادوں پر ادا کیا جاتا ہے۔ ان اکاؤنٹس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر اکاؤنٹ ہولڈر اپنے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ تک کا بیلنس موجود رکھے تو ناگہانی موت یا ہمیشہ کی معذوری کی صورت میں میزان بینک اپنے گاہک کو دس لاکھ روپے تک کا کوریج فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح اے۔ ٹی۔ ایم مشین سے پیسے نکلوانے کے بعد اگر ڈکیتی کی واردات ہو جاتی ہے تو اگر یہ واردات ٹرانزکشن کے بعد تیس منٹ کے دورانیے یا ڈیڑھ کلو میٹر کی حدود میں ہوئی تو میزان بینک یہ پیسے اپنے گاہک کو واپس کرتا ہے۔[٦٠]

ماہانہ مضاربہ سرٹیفیکیٹ:

اس اکاؤنٹ میں رقم کی کم سے کم مقدار ایک لاکھ روپے ہے۔ منافع ماہانہ بنیادوں پر ادا کیا جاتا ہے۔ سرمایہ کاری کا دورانیہ ایک ماہ ہے جسے گاہک کی درخواست پر بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔ اس سرٹیفیکیٹ میں دس لاکھ کی سرمایہ کاری سے بلند شرح منافع حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سرٹیفیکیٹ آف اسلامک انویسٹمنٹ:

میزان بینک کے اس اکاؤنٹ کی نوعیت طویل المیعاد ہے جس میں تین ماہ سے لیکر پانچ سال تک سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔ منافع ماہانہ، سہ ماہی اور میعاد پختگی پر ادا کیا جاتا ہے۔ ماہانہ منافع کے لئے کم از کم رقم دو لاکھ جبکہ سہ ماہی اور سالانہ کے لئے پانچ لاکھ ہے۔ دس لاکھ کی سرمایہ کاری سے بلند شرح منافع ملنے کی توقع ہوتی ہے جبکہ قبل از وقت رقم نکلوانے کی صورت میں شرح منافع کم ہو جاتا ہے۔

نتائج و سفارشات

۱۔ مذہب اسلام بہترین معاشی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور ہر دم یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اغیار کے در سے آزاد ہونے کے لئے اپنی معاش کو بہتر بنائیں۔ افسوس صد افسوس کہ معاشیات اور بینکاری کا نظام سود کے ساتھ اس طرح وابستہ ہو چکا ہے کہ اس سے جان چھڑانا آسان نہیں۔ لہذا ہر عام و خاص کی ذمہ داری ہے کہ وہ جلد از جلد اس سے نجات حاصل کریں۔

۲۔ دور حاضر میں بینکاری کی حیثیت ایک جزولازم کی ہے جس سے مفر ممکن نہیں۔ اب بجائے اس کے کہ اس اہم فریضے سے کوتاہی برتی جائے، علماء پر لازم ہے کہ وہ اس کا متبادل فراہم کریں۔ دور حاضر میں اسلامی بینکوں میں رائج مضاربت، قدیم مضاربت کی جدید شکل ہے۔ جس میں حتی الوسع مضاربت کے اصول وضوابط کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ کچھ کمزوریوں کے باوجود، یہ نظام از روئے شریعت قابل عمل ہے۔

۳۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت، مرکزی بینک کا سود میں ملوث ہونا اور مسلم امہ کی ایمانی رقاقت وہ اسباب وعوامل ہیں جو اسلامی بینکاری کے نظام مضاربت اور اس جیسے دوسرے طریق ہائے تمویل کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ بہر حال یہ نظام جیسا بھی ہے، سودی بینکاری کے خلاف ایک مفید قدم ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱) ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ص:۱/۵۴۵

۲) سورۃ النساء:۳۴

۳) سورۃ ابراھیم:۲۴

۴) سورۃ النساء:۱۰۱

۵) سورۃ المزمل:۲۰

۶) المرغینانی، علی بن ابی بکر، الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ص:۳/۲۰۰ نیز ملاحظہ ہو، الزیلعی، تبیین الحقائق، المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، القاہرہ، ۱۳۱۳ھ، ص:۵/۵۲

۷) ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد، بدایۃ المجتھد، دار الحدیث، القاہرہ، ص:۴/۲۱

۸) النووی، یحیی بن شرف، منھاج الطالبین، دار الفکر، بیروت، ص:۱/۱۵۴ ابن قدامہ، موفق الدین عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، ۱۹۶۸، ص:۱/۱۹۵

۹) لجنۃ العلماء، مجلۃ الاحکام العدلیہ، نور محمد، تاجر کتب، کراچی،، دفعہ نمبر ۱۴۰۴، ص:۱/۲۷۱

۱۰) ایضا

۱۱) سورۃ المزمل:۲۰

۱۲) ابن رشد، بدایۃ المجتھد،، ص:۴/۲۳

۱۳) آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق بائع کی ذمہ داری ہے کہ وہ گاہک کو مبیع سے متعلق تمام معلومات سے آگاہ کرے۔ دیکھئے ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت حدیث (۲۲۴۷)، ص:۲/۷۵۵

۱۴) القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، حدیث (۱۰۲)، ص:۱/۹۹

۱۵) مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، حدیث (۱۵۱۶)، بخاری، صحیح بخاری، حدیث (۲۱۴۲)، ص:۳/۶۹

۱۶) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، جلد، ص:۲/۷۶۸

۱۷) البیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص:۶/۱۸۴

۱۸) ایضا

۱۹) السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۹۹۳، ص:۲۲/۱۸

۲۰) الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۶، ص:۶/۷۹

۲۱) ایضا، ص:۶/۸۷

۲۲) ایضا، مزید دیکھئے، السرخسی، المبسوط، ص: ۲۲/۸۳

۲۳) المرغینانی، الھدایۃ، ص: ۳/۲۰۸، ایضاً، السرخسی، المسبوط، ص: ۲۲/۱۵۸

۲۴) ایضا

۲۵) بدائع الصنائع، ص: ۶/۸۷

۲۶) ایضا، ص: ۶/۸۲، المرغینانی، الھدایہ، ص: ۳/۲۰۰، السرخسی، المسبوط، ص: ۲۲/۲۱

۲۷) المرغینانی، الہدایۃ، ص: ۳/۹

۲۸) بدائع الصنائع،، ص: ۶/۸۲

29)Accounting and Auditing organisation for Islamic Financial institutions,Behrain, Mudarba Standard,7/1, P-236

۳۰) الہدایہ، ص: ۳/۲۰۰، ابن قدامہ، المغنی، جلد ص: ۵/۵۳

۳۱) محمد ادریس مفتی، ڈاکٹر، جدید مالیاتی ادارے اور تقسیم زکوۃ، مضمون مشمولہ البصیرہ، جلد ۲ شمارہ ۳، شعبہ علوم اسلامیہ، نمل، اسلام آباد، ص: ۹۱

۳۲) بدائع الصنائع، ص: ۶/۸۳

33) (۱)Moeen-ud-Din, Banking, Learning Basic concepts, Sysevgy, Publisher, Islamabad, P.36. (2)-Riaz Ahmed Mian. (2011). Money Banking and Fenance, Azeem Academy Lahore,P.184

۳۴) محمد ایاز، فرحان علی، ڈاکٹر، غربت و افلاس کے خاتمے میں قرض حسنہ کا کردار، مضمون مشمولہ البصیرہ، جلد ۴ شمارہ ۷، شعبہ علوم اسلامیہ، نمل، اسلام آباد، ص: ۶۹

۳۵) بدائع الصنائع، ص: ۶/۸۲

۳۶) ایضا، ص: ۶/۸۵

۳۷) آئی۔ اوـ فی، مضاربہ اسٹینڈرڈ، ۱/۸، موازنہ کیجئے، الکاسانی، بدائع الصنائع، ۶/۲۰۰

۳۸) وھبہ الزحیلی، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، دمشق، ۱۹۸۵ء، ص: ۴/۷۶

۳۹) محمد زاہد، بزنس ایگزیکٹو، بینک اسلامی، بحریہ ٹاؤن فیز ۴، اسلام آباد (انٹرویو) ۱۵ ستمبر، ۲۰۱۵

40) AAOIFI,Mudarba Standard,8/8, P.238.

41) www.meezanbank.com. 7th Sep,2013. 9.00 am.

42) Usmani,Imran Ashraf,Dr.Meezan Bank Guide to Islamic Banking,Meezan Bank,P.103

۴۳) عثمانی، مفتی محمد تقی، بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرہ، مکتبہ دار العلوم، کراچی، ص:۲/۱۶۶

۴۴) ابن قدامہ المغنی، ص:۵/۵۱، ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ص:۴/۲۱

45) AAOIFI,Mudarba Standard,7/1, P.237

46) Muhammad Ayub,Understanding Islamic Finance,John Wily & Sons, London,P.325

۴۷) بینکاری کی خدمات کا معاہدہ، دبئی اسلامی بینک، پاکستان، شق نمبر ۱/۱، سطر نمبر ۳۰

48) Banking Services Agreement,Dubai Islamic Bank Pakistan,Part II,Clause 2.1

49) www.dibpak.com/saving Account,aspx?+Ab-1.8th Sep, 2013. 12.20 pm

50) Meezan Bank Annual Report 2012,P.93

51) Source:DIB Annual Report 2012,P.20

۵۲) تفصیلات کے لئے دبئی اسلامی بینک کی ویب سائٹ (www.dibpak.com) پر موجود فتویٰ کا مطالعہ کیجئے۔

۵۳) رفقاء دار الافتاء جامعۃ الرشید، غیر سودی بینکاری، الحجاز، کراچی، ۱۴۳۰ھ، ص:۱۳۷

۵۴) بدائع الصنائع، ص:۶/۹۹

۵۵) ابن رشد، البیان والتحصیل، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۸، ص:۱۲/۳۴۹

۵۶) ابن قدامہ، موفق الدین عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، ۱۹۶۸، ص:۵/۲۶۔ اس موضوع پر تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، عثمانی، مفتی محمد تقی، غیر سودی بینکاری، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۹، ص:۳۱۴

۵۷) رفقاء دار الافتاء جامعۃ الرشید، غیر سودی بینکاری، ص:۱۳۸

۵۸) میزان بینک کے ویٹیجز ہر ماہ کے شروع میں برانچز میں آویزاں کر دیے جاتے ہیں نیز یہ بینک کی سائٹ پر بھی دستیاب ہوتے ہیں تاہم مزید مطالعے کے لئے دیکھئے
https://www.meezanbank.com/docs/consolweight.pdf,Nov,201510:35 Am

۵۹) محمد زاہد، بزنس ایگزیکٹو، بینک اسلامی (انٹرویو) ۱۵ ستمبر، ۲۰۱۵

60)https://www.meezanbank.com/meezanBachatAccount.aspx Date: 13th Nov,2015, 12:35 Am.See Monthly Mudarbah Certificate and coii .aspx

* *